

وسطی ایشیا اور قرضوں کی لعنت

تحریر: پروفیسر احمد بادی

(ترجمہ)

قدیم زمانے سے ہی وسطی ایشیا ایک خطہ اور ایک ریاست تھا۔ اس کی زمینیں انتہائی زرخیز تھیں اور یہاں کے عوام عقیدے کے لحاظ سے متحد تھے، جو اہل سنت والجماعت اور فقہ حنفی کے پیروکار تھے۔ یہ خطہ ایک خوشحال اور ترقی یافتہ علاقہ تھا، جو اعلیٰ تہذیب و تمدن کا حامل تھا اور وہاں کے عوام خوشحالی اور امن و سکون کی زندگی بسر کرتے تھے۔

پوری دنیا وسطی ایشیا کو ایک مکمل ریاست اور بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال ایک واحد خطے کے طور پر دیکھتی تھی۔ جب روسیوں نے اس پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنی فوجی توسیع اور قبضے کو جاری رکھا یہاں تک کہ وہ اسے مکمل طور پر مغلوب کرنے اور اس پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جب انہوں نے اپنا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا، تو انہوں نے انتظامی آسانی اور قابو میں رکھنے کے لیے اسے مصنوعی طور پر پانچ حصوں (ریاستوں) میں تقسیم کر دیا۔

روس نے وسطی ایشیا کو خام مال سے مالا مال اپنے "بیک یارڈ" میں تبدیل کر دیا اور وہاں کی ہر ریاست کو ایک علیحدہ نوآبادی بنا دیا، تاکہ وہ ریاستیں نہ تو خود اپنی بنیاد پر ترقی کر سکیں اور نہ ہی اپنی آزاد صنعتیں قائم کر سکیں۔ اس نے خطے کے عوام کو محض مزدوروں کی سطح پر پہنچا دیا جن کا کام روس کو زرعی مصنوعات اور خام مال فراہم کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے کپاس کی کاشت کے لیے ازبکستان کو، گندم کے لیے قازقستان کو، گلہ بانی کے لیے کرغزستان کو، پھلوں اور سبزیوں کے لیے تاجکستان کو اور مویشیوں کی پرورش کے لیے ترکمانستان کو مخصوص کر دیا۔ اسی طرح اس نے وسطی ایشیا کی تمام معدنی دولت کو لوٹ لیا اور انہیں اپنی فیکٹریوں میں تیار کرنے کے لیے خام مال کے طور پر لے گیا، جبکہ خطے کے لوگوں کو مینوفیکچرنگ یا اس سے حاصل ہونے والے حقیقی منافع (ویلیو ایڈیشن) میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔

1991 کے بعد بھی، اگرچہ وسطی ایشیا نے روس سے بظاہر آزادی حاصل کر لی تھی، لیکن روس اب بھی اسے خام مال کے اڈے اور اپنے "بیک یارڈ" کے طور پر ہی دیکھتا ہے۔ وسطی ایشیائی ریاستوں کی آزادی کے بعد، ان پر زبردستی مسلط کردہ کمیونسٹ نظام اپنے سیاسی عقیدے اور معاشی نظام سمیت زمین بوس ہو گیا، سب کچھ بکھر گیا اور حالات اپنے فطری راستے سے ہٹ گئے۔ اس کے نتیجے میں کروڑوں لوگ روزگار اور رزق کی تلاش میں اپنے ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور روس، ترکی، جنوبی کوریا اور دیگر ممالک میں تارکین وطن مزدور بن کر رہ گئے۔

اس ہمہ گیر ٹوٹ پھوٹ اور خطے کی غریب و نڈھال ریاستوں میں تبدیلی کے پیش نظر، وہاں کے حکمرانوں نے "کاسہ گدائی" تھام لیا اور مغربی ممالک سمیت روس، امریکہ اور چین سے قرضوں کی بھیک مانگنا شروع کر دی۔

مغربی ممالک اور امریکہ نے انتہائی سخت شرائط اور طویل و توہین آمیز انتظار کے بعد قرضے دینا شروع کیے۔ ان کی سب سے اہم شرط یہ تھی کہ ان قرضوں کو ایسے غیر پیداواری شعبوں میں خرچ کیا جائے جن سے کوئی حقیقی معاشی فائدہ حاصل نہ ہو، جیسے سڑکوں کی تعمیر یا پانی کی فراہمی کے منصوبے۔ ان شرائط پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ان ممالک نے اپنے ماہرین اور نگران بھیجے تاکہ وہ قرضوں کے اخراجات کی براہ راست نگرانی کر سکیں۔ حقیقت میں ان قرضوں کا صرف تیس فیصد حصہ ہی خرچ ہو پایا، جبکہ ان ممالک کے حکمرانوں کو یہ سکھایا گیا کہ بیرون ملک آف شور کمپنیاں کیسے کھولی جاتی ہیں اور رقم میں خرد برد اور اسے منتقل کرنے کے طریقے کیا ہیں۔

اس طرح قرضوں کا بوجھ عوام کے کندھوں پر ڈال دیا گیا، ایسے قرضے جن کی واپسی ناممکن ہے، جبکہ ریاست کے بیرونی قرضے دن بدن بڑھتے چلے گئے، اور حکمران نئے قرضے حاصل کرنے کے لیے قدرتی اور معدنی وسائل کو گروی رکھتے رہے۔ پھر جب وقت آتا، تو وہ بیرون ملک فرار ہو جاتے اور ملک کو اس کے قرضوں اور بحرانوں میں ڈوبا ہوا چھوڑ دیتے۔

مغربی ممالک "لو، پھر مطالبہ کرو اور شرائط کی پابندی کرو" کے اصول پر کام کرتے ہیں، وہ بڑی عیاری اور باریک بینی سے قرضے دیتے ہیں، اور انہیں اپنا سیاسی و معاشی اثر و رسوخ مسلط کرنے اور اپنے حلقہ اثر کو وسعت دینے کے لیے بطور آلہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مشروط قرضوں اور مالی و معاشی تعلقات کے ذریعے خطے میں روس

کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے مقروض ممالک ان کے ارادوں کے تابع اور ان کی شرائط و پالیسیوں کے پابند ہو جاتے ہیں۔

مغربی ممالک کے برعکس، چین قرض دیتے وقت اس قدر سیاسی اور ضابطہ جاتی شرائط عائد نہیں کرتا، اور نہ ہی وہ اس بات کی نگرانی کے لیے اپنے مبصرین یا ماہرین بھیجتا ہے کہ رقم کیسے خرچ ہو رہی ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ ان ممالک کے حکمران ان قرضوں کو لوٹ لیں گے اور انہیں کارخانوں یا پیداواری منصوبوں پر خرچ نہیں کریں گے، اور اسے پہلے سے علم ہوتا ہے کہ ریاست وقت پر قرض واپس کرنے کے قابل نہیں ہو گی۔ چین بڑی آسانی اور تیزی سے قرضے دیتا ہے، لیکن جب واپسی کا وقت آتا ہے تو وہ کسی تاخیر یا نرمی کو قبول نہیں کرتا، بلکہ انتہائی سخت اور دو ٹوک دباؤ ڈالتا ہے۔ اگر ریاست ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو چین زمینوں پر قبضہ کر لیتا ہے اور کانوں اور قدرتی وسائل کو اپنے قابو میں لے کر انہیں غیر ادا شدہ قرضوں کے بدلے اپنی خالص ملکیت بنا لیتا ہے۔

نگرانی یا واضح شرائط کے بغیر چینی قرضوں کے حصول میں آسانی کی وجہ سے، ان ریاستوں کے حکمران چین سے قرض لینے کے لیے آپس میں مقابلہ کرنے لگے ہیں، اور انہوں نے ریاست، اس کے عوام اور مستقبل کو جوئے کی میز پر رکھ دیا ہے۔ سن 2025 میں چین وسطی ایشیا کو قرض دینے والا سب سے بڑا ملک بن گیا ہے۔

چین صرف قرضے دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ ساتھ ہی اپنی ورک ٹیمیں، ماہرین اور مزدور بھی خطے میں بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ازبکستان نے اپنے کسانوں سے زرعی زمینیں چھین کر چینی کاشتکاروں کے حوالے کر دیں۔

اس وقت دسیوں ہزار چینی باشندے کرغزستان میں داخل ہو چکے ہیں، جہاں وہ کانوں، سڑکوں کے منصوبوں اور ہاؤسنگ پراجیکٹس میں آباد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح قازقستان اور ازبکستان نے ویزا کے بغیر براہ راست داخلے کے تعلقات قائم کر لیے ہیں، جس سے چینی انسانی اور معاشی آمد و رفت میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ چینی ہر جگہ، ہر شعبے اور وسطی ایشیا کے تمام ممالک میں پھیل رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کی موجودگی ہر قدم اور ہر شعبے میں نمایاں ہو چکی ہے۔

2025-2026 کے تخمینوں کے مطابق وسطی ایشیا کے بیرونی قرضے: قازقستان 172 ارب ڈالر، ازبکستان 77 ارب ڈالر، کرغزستان 12 ارب ڈالر، تاجکستان 7 ارب ڈالر، ترکمانستان تقریباً 5 ارب ڈالر؛ جس سے کل مجموعی قرضہ تقریباً 273 ارب ڈالر ہو جاتا ہے۔

یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ قازقستان اور ازبکستان میں قرضوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ کرغزستان اور تاجکستان کے قرضے کم ہیں، لیکن ان کی مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) کے مقابلے میں ان کی شرح بہت زیادہ ہے۔

قرضہ دینے والے ممالک وسطی ایشیا کو علیحدہ ریاستوں یا الگ الگ اکائیوں کے طور پر نہیں، بلکہ ایک مربوط خطے اور ایک ہمہ گیر معاشی موقع کے طور پر دیکھتے ہیں۔ وہ کسی بھی ملک کو مستثنیٰ قرار دینے کے بغیر تمام ریاستوں کو بیک وقت قرضے دیتے ہیں، تاکہ اس خطے کی مربوط معاشی صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سیاسی اور معاشی نفوذ کو بڑے پیمانے پر پھیلا سکیں۔

اے وسطی ایشیا کے مسلمانو! تمہاری زمین ایک ہے اور تمہارا ملک ایک ہے، اس لیے متحد ہو جاؤ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ تمہاری مٹی سونے سے مالا مال ہے، تمہاری زمینیں انتہائی زرخیز ہیں اور تمہارے قدرتی خزانے سینکڑوں ممالک کو خوشحال اور امیر بنانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ تمہیں بیرونی قرضوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تمام بڑی طاقتیں خود تمہاری محتاج ہیں۔ وہ طاقتیں کمزور حکمرانوں اور اپنے مقامی ایجنٹوں کے ذریعے اپنی مرضی کی جمہوریت مسلط کرنا چاہتی ہیں، اور تمہیں اپنے تیار کردہ انسانی حقوق کے معیار قبول کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ وہ تمہاری دولت کو ایسے شعبوں کی طرف موڑ رہے ہیں جن کا کوئی حقیقی فائدہ نہیں، اور بالکل معمولی قرضے دے کر تمہیں ذلیل و خوار اور تمہارے دین سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔

ان کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کرو اور خود کو دھوکے میں نہ رکھو۔ تمہاری اصل طاقت اور تمہارا اسلام اس بات میں پوشیدہ ہے کہ ایک ایسا 'قائد راشد' (ہدایت یافتہ حکمران) دوبارہ کھڑا کیا جائے جو اپنی حقیقی ریاست میں شریعت کے احکامات نافذ کرے، اور تمہاری سرزمین، تمہارے دین اور تمہارے مستقبل کی حفاظت کرے۔